میر تقی میرؔ

(1722ء – 1810ء)

میر تقی میرؔ آگرے میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد درویش صفت انسان تھے۔ میرؔ کی نوعمری میں ان کے والد کا انتقال ہو گیا پھر میرؔ دہلی آگئے اور یہاں طویل عرصے تک رہے۔ یہاں خان آرزوؔ کی صحبتوں نے ان کے ذوقِ شعر اور علم کو ترقی دی اور بہت جلد وہ دہلی کے نمایاں شعرا میں گنے جانے لگے۔ دلّی میں انھوں نے اچھّے اور برے دونوں طرح کے دن گزارے، اپنے مربّیوں کے ساتھ کچھ وقت راجپوتانے میں گزارا اور بالآخر 1782ء کے قریب وہ لکھنؤ آگئے۔ نواب آصف الدولہ نے ان کو ہاتھوں ہاتھ لیا اور لکھنؤ میں ہی ان کا انتقال ہو گیا۔ اُن کے زمانے سے لے کر آج تک تمام شعرا اور ناقدین نے ان کی شاعرانہ عظمت کا اعتراف کیا ہے۔ انھیں 'خدائے سخن' کہا جاتا ہے اور عام طور پر لوگ انھیں اردو کا سب سے بڑا شاعر قرار دیتے ہیں۔

میرؔ کی بڑائی اس میں ہے کہ انھوں نے زندگی کے دوسرے پہلوؤں کو بھی اپنی شاعری میں اتنی ہی خوبی سے جگہ دی ہے جس خوبی سے وہ رنج و غم کی بات کرتے ہیں۔ ان کی شاعری بظاہر سادہ ہے لیکن اس میں فکر کی گہرائی ہے۔ ان کے شعر دل کو چھوتے ہیں۔ میرؔ اپنی شاعری میں لفظوں کو نئے نئے رنگ سے استعمال کرتے ہیں اور اپنے کلام میں نئے نئے معنی پیدا کرتے ہیں۔ میرؔ نے ہر صنفِ سخن میں طبع آزمائی کی ہے لیکن ان کا اصل میدان غزل اور مثنوی ہے۔ اُردو میں ان کا ضخیم کُلّیات شائع ہو چکا ہے۔ انھوں نے 'ذکرِ میرؔ' کے نام سے فارسی زبان میں آپ بیتی لکھی اور 'نکات الشعرا' کے نام سے اردو شاعروں کا تذکرہ لکھا جسے اردو شعرا کا پہلا تذکرہ تسلیم کیا جاتا ہے۔

© NCERT not to be republished

4914CH11

غزل

اشک آنکھوں میں کب نہیں آتا　　لوہو آتا ہے، جب نہیں آتا
ہوش جاتا نہیں رہا لیکن　　جب وہ آتا ہے، تب نہیں آتا
صبر تھا ایک مونسِ ہجراں　　سو وہ مدّت سے اب نہیں آتا
دل سے رخصت ہوئی کوئی خواہش　　گریہ کچھ بے سبب نہیں آتا
جی میں کیا کیا ہے اپنے اے ہمدم　　پر سخن تا بہ لب نہیں آتا

دوٗر بیٹھا غبارِ میرؔ اس سے
عشق بِن یہ ادب نہیں آتا

میر تقی میرؔ

مشق

لفظ و معنی

اشک　:　آنسو
وہ　:　یہاں بمعنی محبوب
لوہو　:　(لہو) خون
مونس　:　دوست، دل کو تسلّی دینے والا

© NCERT not to be republished

ہجراں : جدائی

گِریہ : آنسو

ہمدم : ساتھی

سخن : بات

غبارِ میرؔ : میرؔ کی خاک (یعنی مر کر خاک ہو جانے کے بعد میرؔ کا جسم غبار بن کر ہوا میں اُڑ رہا ہے)

غور کرنے کی بات

- میرؔ کی شاعری فکر، اسلوب اور فن کے لحاظ سے منفرد درجہ رکھتی ہے۔
- میرؔ اپنے اشعار میں سہل اور سادہ زبان استعمال کرتے ہیں لیکن کبھی کبھی ایسے الفاظ ان کی شاعری میں آجاتے ہیں جو اب متروک ہیں۔
- میرؔ کے کلام میں بیان کی سادگی کے باوجود سوز و گداز اور اثر آفرینی ہے۔
- یہ غزل چھوٹی بحر میں ہے اور میرؔ کی سادگی بیان کا بہترین نمونہ ہے۔ یہ سہلِ ممتنع ہے اور سہلِ ممتنع اس کلام کو کہتے ہیں جو بظاہر بہت آسان معلوم ہو لیکن جب اس کا جواب (یعنی اس کی طرح کا کلام) لکھنے بیٹھیں تو جواب ممکن نہ ہو سکے۔

سوالوں کے جواب لکھیے

1. پہلے شعر میں شاعر کیا کہنا چاہتا ہے؟
2. شاعر نے گِریہ آنے کا کیا سبب بتایا ہے؟
3. اس غزل کے مقطعے کا مطلب اپنے الفاظ میں بیان کیجیے۔

© NCERT not to be republished

عملی کام

- استاد کی مدد سے غزل کو صحیح تلفّظ اور مناسب ادائیگی سے پڑھیے۔
- اس غزل کو خوشخط لکھیے۔
- اس غزل میں کون کون سے قافیے استعمال ہوئے ہیں، لکھیے۔

© NCERT not to be republished